پڑوسیوں کے ساتھ کریں بلا تفریق حسن سلوک کا معاملہ

محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی

اسلام نے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی بہت تاکید کی ہے۔ اس کے باوجود آج پڑوسیوں کی آپس میں لڑائی، جھگڑا اور نا اتفاقی عروج پر ہے۔ یہاں پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے کے تعلق سے قرآن واحادیث کی تعلیمات کا تذکرہ اس امید پر کیا جارہا ہے کہ شاید کسی دل پہ یہ باتیں اتر جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے ”اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت والے کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے ہمسائے اور اجنبی ہمسائے اور پہلو کے ساتھی اور مسافر (کے ساتھ) اور (ان کے ساتھ بھی) جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ بنے ہیں، یقیناً اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو اکڑنے والا، شیخی مارنے والا ہو“ (سورہ النساء-36)۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی کچھوچھوی پڑوسی کے تعلق سے رقمطراز ہیں: رشتہ دار پڑوسی یعنی وہ ہمسایہ جو سکونت کے لحاظ سے قرب رکھتا ہے یا ہمسائیگی کے علاوہ اسے نسب اور دین کے لحاظ سے بھی تمہارے ساتھ قرابت ہے، ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتا رہے (اور اجنبی پڑوسی) یعنی وہ ہمسایہ جو بعید ہے یا وہ ہمسایہ جس سے قریبی تعلق نہیں، ان سے بھی اچھا برتاؤ کرے۔ (اور پہلو نشین) یعنی وہ دوست جو کسی اچھے معاملہ کی وجہ سے تعلق رکھتا ہے مثلاً پڑھنے میں ساتھی ہے یا کسی کام کو انجام دینے کے لئے ایک ساتھ ہوگئے ہوں یا کاروبار کے شریک ہوں یا ایک ساتھ سفر کررہے ہوں یا مسجد میں نماز کے لئے قریب ہوگئے ہوں یا کسی مجلس میں ساتھ بیٹھ گئے ہوں، وغیرہ وغیرہ ان سب کو حق ہمسائیگی حاصل ہوتا ہے الغرض معمولی سی مناسبت سے بھی حق ہمسائیگی بن جاتا ہے، اسی حق کی بنا پر اس کے حقوق کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے اس کے ساتھ لطف وکرم اور احسان ضروری ہے۔ ہمسایہ کے ساتھ حق ہمسائیگی کے سوا مندرجہ ذیل صورتوں میں دوسرے حقوق بھی وابستہ ہوجاتے ہیں ان کا بھی پاس ولحاظ ضروری ہے: (1) ہمسایہ عزیز بھی ہو، ہم مذہب بھی۔ (2) صرف عزیز ہو، ہم مذہب نہ ہو۔ (3) صرف ہم مذہب ہو، عزیز نہ ہو۔ (4) صرف ہمسایہ ہو، نہ عزیز ہو اور نہ ہم مذہب۔ پہلے کو حق ہمسائیگی، حق قرابت اور حق اسلامی سب حاصل ہیں۔ دوسرے کو حق ہمسائیگی کے علاوہ صرف حق قرابت حاصل ہے۔ تیسرے کو حق ہمسائیگی کے علاوہ صرف حق اسلامی حاصل ہے اور چوتھے کو صرف حق ہمسائیگی ہی حاصل ہے۔ الختصر ان تمام حقوق والوں کے ساتھ ان کے حقوق کی مناسبت سے نیکی اور حسن سلوک کرتے رہو (سید التفسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی)۔

> ہمسایہ کا حق صرف یہ نہیں کہ آپ اس سے اس کی تکلیفیں دور کریں بلکہ ایسی چیزیں بھی اس سے دور کرنی چاہئیں کہ جن سے اسے دکھ پہنچنے کا احتمال ہو۔ ہمسایہ سے دکھ دور کرنا، اسے دکھ دینے والی چیزوں سے دور رکھنے کے علاوہ کچھ اور بھی حقوق ہیں۔ اس سے نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے، اس سے نیکی اور بھلائی کرتا رہے۔

پڑوسیوں سے حسن سلوک کے تعلق سے نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر تب تو مسلمان ہوگا اور فرمایا کہ جبریلؑ مجھے ہمیشہ ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ عنقریب ہمسایہ کو بھی وارث بنادیا جائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔ مزید فرمایا کہ بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔ ہمسایہ کا حق صرف یہ نہیں کہ آپ اس سے اس کی تکلیفیں دور کریں بلکہ ایسی چیزیں بھی اس سے دور کرنی چاہئیں کہ جن سے اسے دکھ پہنچنے کا احتمال ہو۔ ہمسایہ سے دکھ دور کرنا، اسے دکھ دینے والی چیزوں سے دور رکھنے کے علاوہ کچھ اور بھی حقوق ہیں۔ اس سے نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے، اس سے نیکی اور بھلائی کرتا رہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن فقیر ہمسایہ مالدار ہمسائے کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے کہے گا: اے اللہ! اس سے پوچھ، اس نے اپنے عطایا مجھ سے کیوں روکے تھے اور اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کیا تھا؟ (مکاشفۃ القلوب)۔

یہ قسمت کی بات ہے کہ کسی کو اللہ کے محبوب بندوں کی قربت حاصل ہو اور ان کا پڑوس نصیب ہو، کیونکہ آدمی اگر گنہگار ہو مگر اس کے پڑوس میں کوئی اللہ والا ہو تو ان کی برکت سے ضرور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اچھی زندگی بسر کرے گا۔ ”حضرت مالک بن دینار“ نے کسی یہودی کے مکان کے قریب کرایہ پر مکان لے لیا اور آپ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا۔ چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعہ پوری گندگی آپ کے مکان پر ڈالتا رہا۔ آپ کی نماز کی جگہ ناپاک ہوجایا کرتی اور بہت عرصہ تک وہ یہ عمل کرتا رہا۔ لیکن آپ نے کبھی شکایت نہیں کی۔ ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں؟ آپ نے فرمایا: پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں۔ اسی لئے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو لوگ غصہ پر قابو پالیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں دشمنوں کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے اور آج میں سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں“ (تذکرۃ الاولیاء)۔ معمولی معمولی بات پر آپس میں جھگڑنے والے پڑوسیوں کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ہم مسلمان ہیں، ہمارے اللہ نے ہمیں ایسا دستور دیا جس پر چلنا ہمارے لئے بہتر ہے۔ اس دستور میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہیں بلکہ اسلامی قانون پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور یہی اصل کامیابی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ کسی تفریق کے بغیر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں، ان کے دکھ سکھ میں شریک رہیں اور ممکن بھر ان کی ضروریات کی تکمیل کریں۔ ◻◻◻

تغیر پذیر زمانہ اور اسلام کا تقاضہ

عادل معاذ بھرائچی

دین اسلام کی حیثیت عالمی ہے لہٰذا یہ بات بالکل طے ہے کہ اس دین کو مختلف انسانوں اور مختلف زمانوں سے واسطہ پڑے گا، جن کی تہذیب وتمدن رہن سہن کا طریقہ وسلیقہ اور آداب وکمالات ایک دوسرے سے مختلف اور جداگانہ ہیں۔ اس امت کو ایسی کشمکش کا مقابلہ کرنا ہوگا جو کسی دوسری امت کو دنیا کی تاریخ میں کبھی پیش نہیں آئی۔ لہٰذا یہ ضروری تھا کہ اسلام میں ایسی خوبیاں اور کمالات رکھے جائیں جس سے وہ ماحول کے اثرات اور زمان ومکان کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہوسکے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے دو انتظامات فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس نے جناب محمد رسول اللہ کو ایسی کامل ومکمل اور زندہ تعلیمات عطا فرمائی ہیں جن میں ہر زمانے کے مسائل ومشکلات کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر دور میں اس کی ضرورت ونزاکت کے لحاظ سے ایسے اولوالعزم قائدین، ربانیین اور اللہ والے بندوں کو پیدا فرماتا رہا ہے، جنہوں نے اپنے زمانے کے اوہام وخرافات کا قلع قمع کیا اور اسلام کی اصل روح کو سامنے لانے کا کام انجام دیا۔

اگر ہم اپنے زمانے کا جائزہ لیں تو اس زمانے میں پیدہ شدہ ناگفتہ بہ حالات اور باطل رسم ورواج کا لامتناہی سلسلہ ہے۔ لیکن اہم پہلو یہ ہے کہ اللہ نے اس زمانہ کے لئے ہمیں منتخب کیا ہے۔ اس لئے یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اللہ نے ہمارے اندر اس زمانہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی طاقت وقوت بھی رکھی ہوگی۔ لہٰذا اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنے اندر کی پوشیدہ صلاحیتوں کو تلاش کریں اور خود کو زمانہ کے تقاضوں کے مطابق بھرپور تیار کریں۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہمارا رب سے وہ رشتہ جو ایک مدت سے ٹوٹا ہوا ہے جڑ جائے۔ یہ رشتہ اس وقت تک مستحکم نہیں ہوسکتا جب تک ہماری زندگی قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھل نہ جائے اور ہماری راہِ زندگی قرن اول کی محترم ومعظم شخصیتوں کی راہ زندگی کے مطابق نہ ہوجائے۔ ملت اسلامیہ میں پیدا ہونے والے مصلحین ومجددین تعلیمی میدان میں مضبوط ومستحکم ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی اعتبار سے اعلیٰ مدارج پر قائم تھے۔ اس اعتبار سے ہمارے اوپر یہ لازم آتا ہے کہ علوم نبویہ میں ملکۂ تام پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ روحانی اعتبار سے اللہ سے اتنا گہرا تعلق پیدا ہوجائے کہ سحر کے وقت جب ہمارا ہاتھ ربِ ذوالجلال کے سامنے اٹھے تو اشک کا سیلِ رواں جاری ہوجائے۔ تب ہی ممکن ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ ہم سے وہ کام لے جو حالات کے عین مطابق ہو۔ ◻◻◻

جو ہے دکھ درد میں مبتلا چل
چل نبی کے دیارالشفا چل

خلد کا چاہئے جو پتہ چل
چل اے بھائی درِ مصطفٰے چل

جیسے چلتے تھے اصحابِ آقا
اُس طرح زیست کا راستہ چل

جس کو شہرِ نبی سب ہیں کہتے
خاک بھی ہے وہاں کیمیا چل

آج دل مضطرب ہے بہت ہی
کر لیں آ ذکرِ صلی علیٰ چل

ہوگا عرفان عشقِ محمدؐ
راہِ سنت پہ یونہی چلا چل

مصطفٰے کے طفیل المدد رب
راہ مشکل ہے کرتا دعا چل

رہبرِ وقت اک کہکشاں دے
جیسے چلتے تھے میرے شہا چل

نقشِ پا ہیں نبی کے یہاں پر
یہ مدینہ ہے بچ کر ذرا چل

ذکی طارق بارہ بنکوی

ترتیب: اشتیاق احمد بدرالزماں خان

اسلام کا عطا کردہ مقام عورت کیلئے باعثِ افتخار

ایس ایم عارف حسین، مشیر آباد

> رسولؐ نے فرمایا کہ ”مجھے دنیا میں عورت اور خوشبو پسند ہے“۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی چاہنے کی چیز ہے ناکہ ظلم کرنیکی۔ دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے بیویوں کو حقوق دلاے ہیں چاہے وہ مہر و نان نفقہ کا ادا کرنا ہو یا وراثت کی تقسیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”بیویاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو“ (البقرہ-187)۔

اللہ نے عورت کے مقام کو بہت بلند کیا ہے۔ بیوی، ماں، بیٹی اور بہن کی شکل میں وہ انسانی رشتے قائم کئے جنہیں دنیا کا ہر نفس محسوس کرتا ہے اور ان کا احترام کرتا ہے۔ یہ رشتے نہ صرف رہتی دنیا تک قائم رہیں گے بلکہ بعد کی دنیا میں بھی ان رشتوں سے انہیں پکارا جائیگا۔

بیوی: نکاح کے عمل کیساتھ ہی ایک لڑکی کو بیوی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ رسولؐ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپؐ اپنی زوجہ کی دلجوئی کیلئے ان کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور ان کو خوش کرنے کیلئے کھیل میں جان بوجھ کر ہار جاتے تھے۔ یہ عمل انسانی رشتہ میں محبت میں اضافہ کرتا ہے۔ رسولؐ نے فرمایا کہ ”مجھے دنیا میں عورت اور خوشبو پسند ہے“۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی چاہنے کی چیز ہے ناکہ ظلم کرنیکی۔ دنیا میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے بیویوں کو حقوق دلاے ہیں چاہے وہ مہر ونان نفقہ کا ادا کرنا ہو یا وراثت کی تقسیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”بیویاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو“ (البقرہ-187)۔ یعنی تم ایک دوسرے کی عزت ہو اور ایک دوسرے کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ہر ایک پر ہے۔

ماں: اسلام نے ماں کے قدموں کے نیچے جنت بتایا ہے جس کے حصول کے لئے انسان زندگی بھر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ماں کی ہستی کتنی محترم ہے۔ ”ماں ہی ہے جو نو مہینے اپنے بچہ کا بوجھ تھک تھک کر اٹھائے پھرتی ہے اور اس کو جنم دینے کے بعد دو سال تک دودھ پلاتی ہے“ (احقاف-15)۔ اندازہ لگایئے حمل سے لے کر دو سال دودھ پلانے کی مدت کے دوران ایک ماں کتنی تکالیف کا سامنا کرتی ہے اور کھانے پینے اور رہنے سہنے میں کتنی قربانیاں دیتی ہے۔ رسولؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ماں کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرو۔ اس پر صحابی نے دوسری اور تیسری بار پوچھا تب بھی رسولؐ نے ماں کہا۔ چوتھی مرتبہ پوچھنے پر فرمایا کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ایک اور موقع پر رسولؐ نے فرمایا کہ اولاد جتنی بار محبت سے اپنے والدین پر نظر ڈالتی ہے اللہ مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ اسراء میں تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کو 'اُف' تک نہ کہو، پر افسوس کہ آج کی اولاد اپنے ماں کو اُف تو کجا جھڑکیاں دیتی ہے اور اپنی کمائی کے بلبوتے گھر سے باہر تک نکال دیتی ہے۔ رسولؐ نے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ دوسرے گناہوں کی سزا قیامت میں دے گا پر 'ماں باپ' سے قطع تعلق کی سزا موت سے پہلے زندگی میں ہی دیتا ہے۔

بیٹی: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ ”آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے۔ یا انھیں ملا کر بیٹے اور بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے، یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“ (شوریٰ: 50-49)۔ اس کی مصلحت وہی خوب جانتا ہے اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ”اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے“ (النحل-58)۔ رسولؐ نے اطلاع دی کہ جس کے تین یا ایک بیٹی ہو اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک رکھے یعنی ان کی بہتر پرورش کرے اور ان کی شادی کی ذمہ داری نبھائے اس کے لئے جنت ہے۔ اور ایک مقام پر رسولؐ نے فرمایا کہ لڑکیاں باپ کے لئے جہنم کی آڑ بنیں گی اور جنت میں داخلہ کا سبب بنیں گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وجہ سے جنت میں رسولؐ کے ساتھ ایسے ہوں گے جیسے دونوں ہاتوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ملانے کے بعد نظر آتی ہیں۔ جب بھی آپؐ کسی سفر پر باہر نکلتے سب سے آخر میں اپنی بیٹی فاطمہؓ سے ملتے اور جب واپس ہوتے تب پہلے اپنی بیٹی سے ملتے۔ اسلام نے یہ بھی تعلیم دی کہ جب باپ زندہ ہو تو بیٹے و بیٹی کو برابر کا حصہ دے، چاہے تعلیم دلوانا ہو یا شادی بیاہ کرنا ہو۔ ہاں باپ کے انتقال کے بعد وراثت میں بیٹی کو بیٹے کے مقابل نصف حصہ دینے کی ہدایت دی گئی اگرچہ کہ وہ نکاح کے بعد اپنے شوہر کے گھر ہی رہتی ہو۔

بہن: اسلام نے بہن کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی اور اس کو ماں کے بعد کا مقام دیا۔ اسلام نے والد کے گزر جانے پر بھائیوں کو تاکید کی کہ وراثت کے حصہ کے علاوہ ہمیشہ بہنوں کا خیال رکھیں۔ جب بہن اور بھائی کی محبت کا ذکر آتا ہے تو اس موقع پر رسولؐ کی رضاعی بہن شیما کی آپؐ سے محبت کا ذکر لازم ہوجاتا ہے۔ آپؐ کے بچپن ہی میں آپ کی یہ بہن یہ کہتی تھیں کہ آج میرا بھائی 'بچوں کا سردار' ہے اور کل 'نوجوانوں کا سردار' ہوگا۔ ایک دفعہ شیما اپنے قبیلہ کے افراد کو رہا کروانے آپؐ کے پاس تشریف لائیں تو اپنی چادرِ مبارک بچھا کر آپؐ نے استقبال کیا۔ اس وقت آپؐ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپؐ نے بہن کی سفارش پر بغیر اپنے صحابہؓ سے مشورہ کئے قیدیوں کو رہا کردیا اور بعد میں اس کا ذکر کیا تو صحابہؓ سے ذکر کیا جس کو ساتھیوں نے بخوشی قبول کیا۔ جب بہن وداع ہورہی تھیں تو آپؐ نے بنفسِ نفیس خیمہ سے باہر تشریف لاکر وداع کیا اور ساتھ میں خوب سارا سامان بھی دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے تین یا دو بیٹیوں یا بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ ◻◻